حصہ اوّل

باب 1

اسلامی تہذیب و تمدّن

سوال: تہذیب سے کیا مراد ہے؟ (ملتان بورڈ 2012ء)

☆ ثقافت، تمدن اور تہذیب کی تعریف کرتے ہوئے ہر ایک کے درمیان فرق واضح کیجئے۔ نیز بتائیے کہ کیا کلچر ان سے مختلف چیز ہے؟ (لاہور بورڈ 2016ء)

جواب

ثقافت، تمدن، تہذیب اور کلچر

ثقافت، تمدن اور تہذیب تین مختلف اصطلاحیں ہیں کہ جو عموماً ساتھ ساتھ استعمال کی جاتی ہیں اور ان کے معانی میں بھی صرف ایک لطیف سا ہی فرق ہے، جس کی وجہ سے بہت سے لوگ انہیں تقریباً ہم معنی ہی قرار دے دیتے ہیں۔ مزید یہ کہ جو لوگ ان کو ہم معنی نہیں بھی قرار دیتے وہ بھی عموماً ان میں سے ہر ایک کی الگ الگ وضاحت اور ان کے درمیان فرق کو واضح کرتے وقت بات کو گول مول بلکہ گڈمڈ کر جاتے ہیں اور بات پوری طرح واضح نہیں ہو پاتی۔ ذیل میں ہم ان میں سے ہر ایک کی الگ الگ وضاحت اور ان کے درمیان فرق کو واضح کر رہے ہیں۔

ثقافت:

لغوی معنی: ثقافت عربی زبان کا لفظ ہے کہ جس کا مادہ ''ث۔ق۔ف'' ہے۔ ''ثقف'' کا معنی ہے: سیدھا کرنا، تعلیم دینا اور مہذب بنانا وغیرہ۔ ''ثقافت'' کا لغوی معنی ہے: زیرک ہونا، سبک ہونا، عقلمند ہونا، دانشمند ہونا اور چالاک ہونا وغیرہ۔

اصطلاحی مفہوم: بہت سے مفکرین نے ''ثقافت'' کی بہت سی تعریفیں کی ہیں کہ جن میں نفس کی صحیح اور کامل اصلاح، آداب کی شائستگی، ایک خاص مقام پر رہنے والے افراد کا طرزِ حیات، انسان کو کامل بنانے کی بے لوث سعی، کمال کی تحصیل وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے۔ ان سب تعریفوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم مختصر طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ:

''ایک معاشرے کی فکری زندگی کے ارتقاء کو ہم اس معاشرے کی ثقافت کا نام دے سکتے ہیں۔''

تمدن:

لغوی معنی: تمدن عربی زبان کا لفظ ہے کہ جس کا مادہ ''م۔د۔ن'' ہے۔ ''مدن'' کا معنی شہر ہے۔ ''تمدن'' کا لغوی معنی ہے: شہر بسانا، آبادی میں رہنا، رہائش اختیار کرنا، مہذب اور خوش اخلاق ہونا، شہری لوازمات اختیار کرنا، معاشرہ میں رہنا وغیرہ۔

اصطلاحی مفہوم: مختلف مفکرین نے ''تمدن'' کی مختلف تعریفیں کی ہیں جن میں مہذب ہونے کا طرزِ عمل، معاشرہ کی مکمل اور ترقی یافتہ شکل، معاشرتی زندگی کا بلند درجہ، شہری زندگی اختیار کرنا وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے۔ ان سب تعریفوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم مختصر طور پر یہ

کہہ سکتے ہیں کہ:

''ایک معاشرے کی مادی زندگی کے ارتقاء کو ہم اس معاشرے کے تمدن کا نام دے سکتے ہیں۔''

تہذیب:

لغوی معنی: تہذیب عربی زبان کا لفظ ہے کہ جس کا مادہ ''ہ۔ذ۔ب'' ہے۔''ہذب'' کا معنی ہے: شاخ تراشی کرنا' کانٹ چھانٹ کرنا وغیرہ۔''تہذیب'' کا لغوی معنی ہے: درخت وغیرہ کی شاخ تراشی کرنا' صاف کرنا' درست کرنا' درخت کی چھال اتارنا' بہنا' جلدی کرنا' شور مچانا' شعر کی اصلاح کرنا' پاکیزہ اخلاق والا بنانا' عیوب دور کرنا' کسی چیز کو خالص کرنا' کانٹ چھانٹ کرنا اور سنوارنا وغیرہ۔

اصطلاحی مفہوم: بہت سے مفکرین نے تہذیب کی بہت سی تعریفیں کی ہیں کہ جن میں انسان کے تمام افعال و معاملات کو اعلیٰ درجہ کی عمدگی تک پہنچانا' کسی قوم کو دوسری قوم سے ممتاز کرنے والے خدوخال' کسی قوم کا انداز بود و باش وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے۔ ان سب تعریفوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم مختصر طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ:

''ایک معاشرے کی فکری اور اس کے ساتھ ساتھ مادی زندگی کے ارتقاء اور ہر دو کی اصلاح و تطہیر کا نام تہذیب ہے۔''

فرق واضح کیوں نہیں ہوتا؟

یہاں ایک اہم قابل غور بات یہ ہے کہ جب ثقافت' تمدن اور تہذیب تینوں کثیر الاستعمال اصطلاحیں ہیں اور تقریباً اکٹھی ہی استعمال کی جاتی ہیں تو ان کے درمیان فرق پوری طرح واضح کیوں نہیں ہوتا؟ ان کی الگ الگ واضح تعریفیں کیوں نہیں کی جاسکتیں؟ ان کے مفہوم کو گڈمڈ اور غلط ملط کیوں کر دیا جاتا ہے؟ ہمارے خیال میں اس کی وجہ انگریزی کی اصطلاح کلچر (Culture) ہے۔ ہمارے اکثر مفکرین اپنی تعریفات کی بنیاد یورپی مفکرین کی تعریفات پر رکھنے کے عادی ہیں۔ انگریزی کے لفظ کلچر کا معنی کبھی تہذیب کر دیا جاتا ہے اور کبھی ثقافت۔ اس طرح کلچر کی مغربی مفکرین کی تعریفات پر بنیاد رکھنے والے ہمارے مفکرین کبھی کلچر کی تعریف کو تہذیب کی تعریف بنا دیتے ہیں اور کبھی ثقافت کی۔ اس طرح بات گڈمڈ ہو جاتی ہے اور پوری طرح واضح نہیں ہو پاتی۔

ثقافت' تمدن' تہذیب اور کلچر کا فرق:

ہم نے سابق میں ثقافت' تمدن اور تہذیب کی جو تعریفیں کی ہیں ان کی رو سے ایک معاشرے کے فکری ارتقاء کا نام ثقافت ہے' اس کے مادی ارتقاء کا نام تمدن ہے اور فکری ارتقاء کے ساتھ ساتھ مادی ارتقاء اور ہر دو کی اصلاح و تطہیر کا نام تہذیب ہے۔ ان تعریفات کی رو سے ان میں سے ہر ایک کا فرق بھی آسانی سے واضح ہو جاتا ہے کہ تہذیب کی اصطلاح باقی دو کی نسبت زیادہ جامع ہے بلکہ ان دونوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے۔ ان دونوں میں صرف فکری یا مادی ارتقاء کا معنی پایا جاتا ہے جبکہ تہذیب میں مادی و فکری ارتقاء کے علاوہ ہر دو کی اصلاح و تطہیر کا معنی بھی پایا جاتا ہے۔

اس فرق کو ہم ایک مثال کے ذریعے مزید واضح کر سکتے ہیں۔ قدیم زمانے میں انسان جنگلوں اور پہاڑوں وغیرہ میں گھر بنائے بغیر غاروں وغیرہ میں زندگی گزارتا تھا' درختوں کے پتوں اور پھلوں وغیرہ سے غذا حاصل کرتا تھا' ندیوں اور چشموں کے پانی پر گزارا کیا کرتا تھا' جسم ڈھانکنے کے لیے درختوں کے پتوں وغیرہ کو استعمال میں لاتا تھا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ اس نے پہلے جھونپڑیاں پھر گھر اور پھر آہستہ آہستہ عالی شان محلات بنا کر ان میں رہنا شروع کر دیا' اس نے نئے نئے اوزار اور ہتھیار بنا کر انہیں کام میں لانا اور ان کے ذریعے زیادہ سے زیادہ سہولیات پیدا کرنا شروع کر دیا یہ سب اس کا تمدن ہے کہ وہ اپنی مادی زندگی میں بہتر سے بہتر کی طرف جا رہا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کا ذہنی معیار بھی آہستہ آہستہ بلند ہونے لگا' اس کی سوچ میں بہتری آنے لگی' اس سے وحشیانہ پن ختم ہو کر اس میں ایک معاشرتی سوچ پیدا ہونے لگی' اس میں طرح طرح کے توہمات موجود تھے جو کہ آہستہ آہستہ ختم ہونے لگے یہ سب اس کی ثقافت ہے کہ وہ اپنی [illegible] میں بہتر سے بہتر ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن [illegible] مادی اور فکری ترقی اسے غلط سمت میں بھی جا سکتی ہے اور درست سمت میں بھی' مثلاً

وہ مادی ترقی میں آگے بڑھتا ہوا مہلک ہتھیار وغیرہ بنانے کی طرف بھی جا سکتا ہے اور فائدہ مند اشیاء اور ایجادات کی طرف بھی راغب ہو سکتا ہے' اسی طرح وہ فکری ترقی میں آگے بڑھتا ہوا شراب و کباب میں بھی مگن ہو سکتا ہے اور اعلیٰ اخلاق کی طرف بھی مائل ہو سکتا ہے۔ یہاں تہذیب اسے غلط سے بچا کر درست کی طرف چلاتی ہے۔ ہماری اس وضاحت سے ثقافت' تمدن اور تہذیب تینوں کا فرق نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ کسی قوم کی ثقافت اور اس کا تمدن اچھے بھی ہو سکتے ہیں اور برے بھی لیکن کسی قوم کی تہذیب ہمیشہ اچھی ہی ہو گی کیونکہ تہذیب نام ہی ثقافت اور تمدن کی اصلاح و تطہیر کا ہے۔

باقی رہی بات کلچر کی' تو کلچر درحقیقت انگریزی اصطلاح ہے اور یہ کبھی تہذیب کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور کبھی ثقافت کے معنوں میں۔ اگر اسے ثقافت کے معنوں میں لیا جائے تو اس کا معنی کسی حد تک محدود ہو گا کہ کلچر معاشرے کے فکری ارتقاء کا نام ہے اور اگر اسے تہذیب کے معنوں میں لیا جائے تو اس کے معنی و مفہوم میں وسعت آجائے گی کہ کلچر معاشرے کے فکری اور اس کے ساتھ ساتھ مادی زندگی کے ارتقاء اور ہر دو کی اصلاح و تطہیر کا نام ہے۔

سوال: **اسلامی تہذیب و تمدن کا مفہوم بیان کیجئے۔ نیز دیگر تہذیبوں سے اس کا موازنہ کیجئے۔**

☆ **تہذیب اور مذہب کے درمیان کیا رشتہ ہے؟ نیز اسلام سے قبل کی قدیم تہذیبوں' مغربی تہذیب اور اسلامی تہذیب پر مختصر نوٹ لکھئے۔**

☆ **اسلامی تمدن کی تعریف کریں۔**

جواب: تہذیب و مذہب اور اسلامی و غیر اسلامی تہذیبیں

تہذیب و مذہب: مذہب کی تعریف ہم یوں کر سکتے ہیں کہ:

> ''مذہب انسان کے اس رجحان فکر کا نام ہے کہ جسے وہ شعوری اور اعتقادی طور پر اپناتا ہے خواہ اس کی بنیاد کسی الہام یا وحی وغیرہ پر ہو اور خواہ وہ کسی فرد یا افراد کی ذہنی اختراع ہو۔''

دوسری طرف تہذیب نام ہے ثقافت و تمدن کی اصلاح و تطہیر کا۔ گویا کسی معاشرے کی ثقافت یا اس کے تمدن کے بارے میں تو کہا جا سکتا ہے کہ یہ اچھے ہیں یا برے لیکن کسی بھی معاشرے میں اگر تہذیب واقعی موجود ہے تو وہ صرف اچھی ہی ہو سکتی ہے بری نہیں ہو سکتی کیونکہ اصلاح و تطہیر کے بغیر تہذیب کا تصور ہی محال ہے۔ اب یہ اصلاح و تطہیر ظاہر ہے کہ کسی نہ کسی رجحان فکر ہی کی وجہ سے ہو سکتی ہے اور اسی رجحان فکر کو ہم مذہب کہہ رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ تہذیب کی بنیاد ہی مذہب پر ہے' مذہب کے بغیر تہذیب کا تصور بھی محال ہے۔ واضح رہے کہ ہم نے مذہب کی جو تعریف کی ہے یہ اس قدر وسیع مفہوم کی حامل ہے کہ وہ طبقہ کہ جو یہ کہتا ہوا نظر آتا ہے کہ ''مذہب کچھ بھی نہیں ہے۔'' وہ بھی مذہب کی اس تعریف کے مطابق ایک مذہب رکھتا ہے۔ ان کا کہنا کہ ''مذہب کچھ بھی نہیں ہے۔'' یہ ایک اعتقاد ہے کہ جسے انہوں نے شعوری طور پر اپنا رکھا ہے اگرچہ اس کی بنیاد کسی الہام یا وحی پر نہیں ہے بلکہ یہ ان کی ذہنی اختراع ہے لیکن بہرحال اس اعتقاد کی وجہ سے یہ ان کا مذہب ہے۔ معلوم ہوا کہ ہر باشعور انسان کوئی نہ کوئی مذہب ضرور رکھتا ہے خواہ وہ بظاہر لامذہبیت کا نعرہ ہی کیوں نہ لگا رہا ہو۔

قدیم تہذیبیں:

ذیل میں اسلام سے قبل کی دنیا کی مختلف تہذیبوں پر ایک نظر کی جاتی ہے:

رومی تہذیب: رومہ میں ہلسٹرس' ہمولرس اور سروی کی طبقاتی تقسیم تھی۔ سروی سب سے نچلا درجہ تھا۔ سروی لوگوں کی زندگی غلاموں سے بدتر تھی۔ انہیں معمولی جرائم کی پاداش میں بھی آگ میں جلانا اور بھوکے درندوں کے سامنے ڈال دینا روا تھا۔ عورت کا مقام بھی نہایت ابتر تھا۔ خاوند کو بیوی کو قتل تک کر دینے کا اختیار حاصل تھا۔

سمیری تہذیب: سمیری تہذیب کو دجلہ وفرات کی تہذیب بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں کا معاشرہ چھ طبقات میں تقسیم تھا: فرمانروا، کاہن، امراء، اہل ہنر، کاشتکار اور غلام۔ کاشتکاروں اور غلاموں کی حیثیت نہایت گھٹیا تھی۔ کاشتکاروں کو نہایت محنت کے باوجود اس قدر کم معاوضہ دیا جاتا کہ انہیں اپنے اہل وعیال کو فاقوں سے بچانا ناممکن ہوتا۔ غلاموں کو کسی قسم کے کوئی حقوق حاصل نہیں تھے۔ بیٹیوں کو فروخت کرنا عام تھا۔ عورتوں اور غلاموں کی خرید وفروخت کے باقاعدہ بازار لگتے تھے۔

ایرانی تہذیب: ایرانی معاشرہ بھی چار طبقات میں تقسیم تھا: مذہبی طبقہ، فوجی طبقہ، حکام طبقہ اور عوام۔ علاوہ ازیں غلامی کا بھی عام رواج تھا۔ غلاموں کی حالت نہایت بری تھی۔ غلام کو ہر قسم کی سزا دینا اور حتیٰ کہ قتل تک کر دینا روا تھا۔ بیویوں کی بھی دو قسمیں تھیں: ایک قسم کی بیویوں اور ان کی اولاد کو وراثت میں حصہ ملتا تھا جبکہ دوسری قسم کی بیویاں اور ان کی اولاد وراثت سے محروم رہتی۔ مشہور ایرانی مفکر مزدک کے نزدیک عورت آگ اور پانی وغیرہ کی طرح مردوں کی مشترکہ جائیداد تھی۔ سگی بیٹی اور سگی بہن سے بھی نکاح جائز تھا۔ عورتوں کو رہبانیت اختیار کرنے پر بھی زور دیا جاتا تھا۔

ہندی تہذیب: ہندوستان میں بھی معاشرہ برہمن، کھتری، ویش اور شودر کی تقسیم کا شکار تھا۔ شودروں کا مقام جانوروں سے بھی بدتر تھا۔ انہیں کسی قسم کے کوئی حقوق حاصل نہیں تھے۔ ان کا کام صرف اوپر کے تین طبقات کی خدمت تھا۔ عورت وراثت کی حقدار نہیں ہو سکتی تھی۔ بہت سے علاقوں میں خاوند کی موت کے ساتھ ہی عورت کو بھی زندہ جلا دیا جاتا تھا۔

مصری تہذیب: مصر میں شاہ، عوام اور پروہت تین قسم کے طبقات تھے۔ ہر قسم کے اختیارات صرف شاہی خاندان تک محدود تھے۔ غلاموں کا بھی رواج تھا۔ غلاموں سے ہر قسم کی سخت محنت کا کام لیا جاتا اور ان پر ہر قسم کا ظلم بھی روا رکھا جاتا، قحبہ گری عام تھی۔ بادشاہ کو خوش کرنے کے لیے اپنی بیٹی کو بطور تحفہ پیش کرنا معیوب نہیں تھا۔ سگی بہن اور سگی بیٹی سے نکاح میں کوئی حرج نہ سمجھا جاتا تھا۔

یونانی تہذیب: یونانی فلاسفہ اگرچہ ہمیں عورت کے حق میں آواز بلند کرتے نظر آتے ہیں لیکن یہ صرف زبانی کلامی باتیں تھیں۔ عملی طور پر یونان میں بھی عورت اور غلام کی حیثیت نہایت نچلے درجے کی تھی۔ عورت بچپن میں والدین کی، جوانی میں خاوند کی اور بیوہ ہو جانے کی صورت میں اولاد کی غلامی میں چلی جاتی تھی۔ عورت کے حق میں تو پھر بھی کچھ فلاسفہ کی آواز اٹھتی تھی لیکن غلاموں کے متعلق تو یونان کے فلاسفہ بھی کوئی آواز اٹھاتے نظر نہیں آتے۔ معمولی خطاؤں پر غلاموں کو سنگین سزائیں دی جاتیں۔

چینی تہذیب: چین کا معاشرہ بھی حکام، امراء، عوام اور غلام کے طبقات میں تقسیم تھا۔ غلاموں کے ساتھ البتہ چینیوں کا وہ ناروا سلوک نہیں تھا کہ جو باقی دنیا میں غلاموں سے روا رکھا جاتا تھا۔ وہ انہیں وحشیانہ سزائیں دینے سے اجتناب کرتے تھے۔ اسی طرح عورتوں کو بھی چین میں کسی حد تک حقوق حاصل تھے اگرچہ ناکافی تھے۔

مغربی تہذیب: موجودہ دور میں ہمیں اسلام کے مقابلہ میں صرف ایک قابل ذکر تہذیب نظر آتی ہے کہ جس نے باقی سب تہذیبوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور ان پر اپنا تسلط قائم کر لیا ہے اور وہ ہے مغربی تہذیب۔ مغربی تہذیب میں رنگ ونسل کا تعصب، فحاشی وعریانی، شراب نوشی، زنا کاری، دولت کی ہوس اور اس کے حصول کے لئے ہر قسم کے جائز وناجائز ذرائع کا استعمال وغیرہ سب کچھ نہایت عام ہے جو کہ ایک اچھی تہذیب کی نشانیاں ہرگز نہیں ہو سکتیں۔

اسلامی تہذیب: ان سب تہذیبوں کے برعکس اسلام ہمیں اخوت ومساوات، عفو ودرگزر، عدل وانصاف، کمزوروں سے حسن سلوک، عورت کے احترام اور ہر قسم کے اخلاق سیئہ سے روکتا ہے۔ اس لئے ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ قدیم وجدید تمام تہذیبوں کے مقابلے میں صرف اور صرف اسلامی تہذیب ہی ایسی تہذیب ہے کہ جسے اچھی اور خوبصورت تہذیب کہا جا سکتا ہے۔ بلکہ اگر ہم یوں کہیں تو غلط نہیں ہوگا کہ درحقیقت تہذیب ہے ہی صرف اسلامی تہذیب۔ اس سے ہٹ کر کوئی ایسی تہذیب نہیں ہے کہ جسے

حقیقی معنوں میں تہذیب کہا جاسکے' کیونکہ تہذیب معاشرے کے مادی وفکری ارتقاء اور اس کے ساتھ ساتھ ہر دو کی اصلاح وتطہیر کا نام ہے اور یہ اصلاح وتطہیر صحیح معنوں میں صرف اور صرف اسلامی تہذیب میں ہی موجود ہے۔ اس لئے صرف ایک صحیح اسلامی معاشرہ ہی اس قابل ہوسکتا ہے کہ اسے تہذیب یافتہ یا مہذب معاشرہ کہا جاسکے۔ طبقاتی تقسیم کا شکار اور عورتوں اور غلاموں سے ناروا سلوک روا رکھنے والی کوئی قدیم تہذیب اس قابل نہیں ہے کہ اسے صحیح معنوں میں تہذیب کا نام دیا جاسکے اور اس معاشرے کے لیے مہذب کا لفظ استعمال کیا جاسکے اور نہ ہی زنا اور فحاشی آلودہ مغربی تہذیب کو صحیح معنوں میں تہذیب کیا جاسکتا ہے اور نہ ایسے معاشرے کو مہذب معاشرہ کہا جاسکتا ہے۔

سوال: اسلامی تہذیب کے عوامل کو تفصیلاً بیان کیجئے۔

☆ **اسلامی تہذیب کے عوامل وعناصر بیان کیجئے۔**

☆ **اسلامی تہذیب کے عوامل ومحرکات کے بارے میں نوٹ تحریر کیجئے۔**

جواب

اسلامی تہذیب کے عوامل

عوامل سے مراد:

عوامل عامل کی جمع ہے۔ عامل سے مراد وہ باعث اور محرک ہے کہ جو کسی چیز کے لیے سبب بنا ہے۔ گویا تہذیب کے عوامل وہ محرکات ہوں گے جو محرکات اس تہذیب کے ممتاز ہونے اور پروان چڑھنے کا سبب بنے ہیں۔ کسی بھی تہذیب کے اصل عوامل اس تہذیب کے افراد کے نظریات اور ان کے عقائد وافکار ہوں گے۔ کیونکہ افراد کے نظریات اور عقائد وافکار ہی ان کے سب معاملات کا سبب بنتے ہیں۔ اسلامی تہذیب کے عوامل بھی اسلام کے بنیادی عقائد پر مشتمل ہیں۔ یہ بنیادی عقائد پانچ ہیں:

1- ایمان باللہ (توحید پر ایمان)
2- ایمان بالرسل (رسالت اور انبیاء پر ایمان)
3- ایمان بالملائکہ (فرشتوں پر ایمان)
4- ایمان بالکتب (الہامی کتابوں اور صحیفوں پر ایمان)
5- ایمان بالآخرت (آخرت پر ایمان)

توحید:

توحید کا مفہوم:

اللہ رب العزت کو اپنی ذات' صفات اور عبادات میں وحدہٗ لاشریک ماننا توحید ہے۔

توحید کی اقسام:

1- توحید فی الذات: یہ کہ اللہ صرف ایک ہی ہے' دو یا تین یا زیادہ خدا نہیں ہیں' اس کا کوئی شریک کار یا معاون و مددگار بھی نہیں ہے' اس کا کوئی خاندان یا کنبہ وقبیلہ بھی نہیں ہے اور کوئی اس کی برابری بھی نہیں کرسکتا۔

2- توحید فی الصفات: یہ کہ جو جو صفات اللہ کریم کی ذات کے لائق ہیں وہ صرف اور صرف اسی کے لیے خاص ہیں۔ جس انداز میں وہ صفات اللہ رب العزت کے لیے ثابت ہیں اس انداز میں کسی اور کے لیے ثابت نہیں۔

3- توحید فی العبادات: یہ کہ ہر وہ فعل کہ جسے عبادت کہا جاسکتا ہے وہ صرف اور صرف اللہ ہی کے لیے روا اور جائز ہے' کسی اور کے لیے جائز نہیں ہے۔ ہر قسم کی عبادت صرف اسی کی ہونی چاہئے' کسی اور کی عبادت نہیں ہونی چاہئے۔ واضح رہے کہ حاجات میں پکارنا اور ہر قسم کی

دعا بھی اسی کے ذیل میں آئے گی۔

عقیدۂ توحید کی اہمیت:

اہمیت از روئے قرآن:

عقیدۂ توحید کے متعلق یہاں ہم صرف دو آیات قرآنیہ ذکر کر رہے ہیں:

☆ وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ. (2 البقرہ 163)

اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ بڑا مہربان' نہایت رحم کرنے والا ہے۔

☆ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ. (17 بنی اسرائیل 22)

اللہ کے ساتھ دوسرا معبود نہ بنا۔

اہمیت از روئے حدیث:

عقیدۂ توحید کے متعلق یہاں ہم صرف دو احادیث نبویہ ذکر کر رہے ہیں:

☆ ''جو اس حالت میں مر گیا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا تھا وہ آگ میں داخل ہو گیا اور جو اس حالت میں مر گیا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا تھا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔''

☆ ''اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ خالص اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ کے ذمہ یہ ہے کہ جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اللہ اس شخص کو عذاب نہ دے۔''

عقیدۂ توحید کے تقاضے:

اللہ کو واحد مانا جائے' دو یا زیادہ خداؤں کا اعتقاد نہ رکھا جائے' کسی کو اس کی مثل یا اس کا ہمسر نہ سمجھا جائے' اس کو خاندان' کنبہ و قبیلہ' برادری' والدین اور اولاد وغیرہ سے پاک تسلیم کیا جائے' کسی کو اس کا معاون و مددگار بھی نہ سمجھ جائے' اس کی صفات مثلاً کلی علم غیب یا اختیار کل وغیرہ کو اسی کے لیے خاص سمجھا جائے' کسی اور میں یہ صفات تسلیم نہ کی جائیں' ہر قسم کی عبادت صرف اسی کے لیے روا اور جائز سمجھی جائے' حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارا جائے' دست دعا صرف اسی کے آگے دراز کیا جائے' اس ذات وحدہ' لاشریک سے محبت رکھی جائے' اس کے ہر حکم کو تسلیم کیا جائے' اسی پر بھروسہ رکھا جائے اور اسی سے امید رکھی جائے' دل میں صرف اور صرف اسی کا خوف رکھا جائے' اس کی نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے وغیرہ۔ یہ عقیدۂ توحید کے چند اہم تقاضے ہیں۔

انسانی زندگی پر عقیدۂ توحید کے اثرات (عقیدۂ توحید کے فوائد و ثمرات):

ذیل میں ہم عقیدۂ توحید کے انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر اثرات کی طرف صرف اشارہ کر رہے ہیں۔ ان اثرات کو عقیدۂ توحید کے فوائد و ثمرات بھی کہا جا سکتا ہے۔

انفرادی زندگی پر اثرات:

چند اہم اثرات یہ ہیں:

1- شرف انسانیت
2- خودداری و عزت نفس
3- آزادی و حریت
4- حق نیابت کا صحیح استعمال
5- بہادری و بے خوفی
6- تواضع و انکساری
7- اصلاح احوال
8- توکل علی اللہ
9- وسعت نظری
10- تسکین قلب

اجتماعی زندگی پر اثرات:

چند اہم اثرات یہ ہیں:

1-مساوات   2-اتحادِ فکر   3-معاشرتی امن
4-اعلیٰ روایات کی ترویج   5-بلند فکری

رسالت:

رسالت کا مفہوم:

شریعت اسلامیہ میں ان محترم ہستیوں کو رسول کہا جاتا ہے کہ جنہیں عام انسانوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے اللہ رب العزت نے انسانوں میں سے ہی منتخب کر کے مبعوث فرمایا اور ان رسولوں کے منصب کو شریعت اسلامیہ میں منصب رسالت کہتے ہیں۔

رسالت کی ضرورت:

اللہ کریم نے تمام مخلوقات کو کسی مقصد کے تحت پیدا فرمایا ہے اور انسانوں کو بھی ایک خاص مقصد ''عبادت'' کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ یہ عبادت کس طرح ہوگی؟ اس کے لیے اللہ کے احکام کو جاننا ضروری ہے۔ اب اللہ رب العزت نے انسانوں کو کچھ فطری ذرائع علم بھی دے رکھے ہیں مثلاً میلانِ طبع، ماحول کی تاثیر، شعور، ضمیر، حواس خمسہ، قوتِ قلب، وجدان اور عقل وغیرہ۔ لیکن یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ ان سب ذرائع کو کام میں لا کر بھی انسان اس وقت تک اللہ کے احکام کو صحیح طور پر معلوم نہیں کر سکتا کہ جب تک اللہ تعالیٰ خود نہ بتائیں۔ اسی وجہ سے اللہ نے خود بتلانے کے لیے رسالت کا انتظام فرمایا جو کہ نہایت ضروری تھا۔

عقیدۂ رسالت کی اہمیت:

اہمیت از روئے قرآن: عقیدۂ رسالت کے متعلق یہاں ہم صرف دو آیات قرآنیہ ذکر کر رہے ہیں:

وَ لِکُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلٌ .(10 یونس 47)

اور ہر امت کے لیے ایک رسول ہے۔

وَ لَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلًا . (16 النحل 36)

اور البتہ ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا ہے۔

اہمیت از روئے حدیث:

عقیدۂ رسالت کے متعلق یہاں ہم صرف دو احادیث نبویہ ذکر کر رہے ہیں:

☆ حضرت ابوذر غفاریؓ حضور اکرم ﷺ سے اپنے سوال و جواب کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں:

''میں نے کہا: حضور! انبیاء کتنے ہیں؟ فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار، میں نے کہا: ان میں سے رسول کتنے ہیں؟ فرمایا تین سو تیرہ، بہت بڑی جماعت۔''

☆ ''میں ایک لاکھ نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں بلکہ اس سے بھی زیادہ کو۔''

انبیاء کی خصوصیات:

یہاں ہم انبیاء کی خصوصیات میں سے چند اہم کی طرف صرف اشارہ کر رہے ہیں:

1-بشریت   2-عبدیت   3-وہبیت
4-واضح اور کامل تبلیغ   5-پاکیزہ ماضی   6-عصمت
7-اسوۂ کامل   8-تعلیماتِ ربانی کی دعوت

www.downloadclassnotes.com

رسالت محمدی ﷺ کی امتیازی خصوصیات:

یہاں ہم رسالت محمدی ﷺ کی امتیازی خصوصیات میں سے چند اہم کی طرف صرف اشارہ کر رہے ہیں:

1- جامعیت 2- عالمگیریت 3- دائمی تعلیمات
4- تکمیل شریعت 5- محفوظ کتاب 6- ناسخ
7- ختم نبوت

انسانی زندگی پر عقیدہ رسالت کے اثرات (عقیدہ رسالت کے فوائد وثمرات):

ذیل میں ہم عقیدہ رسالت کے انسان کی انفرادی واجتماعی زندگی پر اثرات کی طرف صرف اشارہ کر رہے ہیں۔ ان اثرات کو عقیدہ رسالت کے فوائد وثمرات بھی کہا جاسکتا ہے۔

انفرادی زندگی پر اثرات:

چند اہم اثرات یہ ہیں:

1- جذبۂ اطاعت کی بیداری 2- خودسری کا خاتمہ 3- پاکیزگی کردار
4- فکری اطمینان 5- مقصدیت کا شعور 6- حفظ مراتب کا احساس
7- عملی نمونہ سے استفادہ اور تسکین

اجتماعی زندگی پر اثرات:

چند اہم اثرات یہ ہیں:

1- فلاح انسانیت 2- وحدت فکر 3- جماعت بندی
4- فسادات کا خاتمہ 5- معاشرتی امن

ملائکہ:

ملائکہ کون ہیں؟

ملائکہ کا لفظ مَلَک کی جمع ہے۔ مَلَک کا معنی فرشتہ، قاصد اور فرستادہ ہے۔ ملائکہ اللہ کریم کی ایک نوری مخلوق ہیں جو کہ اللہ کریم کے احکامات بجالانے پر مامور ہیں اور جو احکام الٰہیہ سے سرمو انحراف نہیں کرتے۔

ایمان بالملائکہ کا مفہوم:

ایمان بالملائکہ کا مفہوم یہ ہے کہ ان کی صحیح حیثیت کے مطابق انہیں تسلیم کیا جائے۔ نہ تو یہود کی طرح ان سے عداوت رکھی جائے اور نہ ہی نصاریٰ کی طرح انہیں خدائی میں شریک بنادیا جائے۔ مشرکین عرب کی طرح انہیں خدا کی بیٹیاں قرار دینا بھی درست نہیں ہے۔

مشہور فرشتے:

حضرت جبرائیل: یہ انبیاء کرامؑ کی طرف وحی لانے پر مامور ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی طرف بھی وحی لاتے رہے اور آپ ﷺ کو معراج کی رات آسمانوں کی سیر بھی آپ نے ہی کرائی۔ ان کو روح القدس اور روح الامین بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت میکائیل: مخلوقات کو رزق رسانی کے کام پر مامور ہیں اور اس سے متعلق تمام امور آپ ہی کے ذمہ ہیں۔

حضرت عزرائیل: ان کے ذمہ تمام جانداروں کی روحیں مقررہ وقت پر قبض کرنا ہے۔ اسی لیے ان کو ملک الموت یعنی موت کا فرشتہ بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت اسرافیل: ان کے ذمہ صور پھونکنا ہے۔ یہ کچھ عرصہ حضور اکرم ﷺ پر وحی بھی لائے لیکن علماء کا کہنا ہے کہ یہ وحی قرآنی

نہیں تھی۔ فترۃ الوحی کے دور میں آقا ﷺ کو دین کی ابتدائی باتیں بتلانے کے لیے آتے رہے۔ قرآنی وحی صرف حضرت جبرائیل ہی لائے تھے۔

کراماً کاتبین: یہ فرشتے ہر وقت انسان کے ساتھ رہتے ہیں اور انسان کے اعمال لکھتے ہیں۔
منکر نکیر: یہ فرشتے قبر میں انسان کا حساب کتاب لینے پر مامور ہیں۔
رضوان: یہ جنت کے داروغہ فرشتے کا نام ہے۔
مالک: یہ جہنم کے داروغہ فرشتے کا نام ہے۔

فرشتوں کی ذمہ داریاں:

ملائکہ یا فرشتے بہت سی ذمہ داریوں کو نبھانے پر مامور ہیں۔ ان کی چند اہم ذمہ داریاں یہ ہیں:

-1 انبیاء و رسل تک اللہ کا پیغام بصورت وحی پہنچانا۔
-2 اللہ تعالیٰ کے حکم سے انبیاء و رسل اور عام مؤمنین کی بھی مدد کرنا۔
-3 رزق رسانی کے امور سرانجام دینا۔
-4 قیامت کے روز صور پھونکنا۔
-5 لوگوں کے اعمال لکھنا اور اعمال نامے مرتب کرنا۔
-6 لوگوں سے قبر میں حساب و کتاب لینا۔
-7 اللہ رب العزت کی تسبیح و تقدیس بیان کرنا اور عبادت کرنا۔
-8 حضور اکرم ﷺ پر درود بھیجنا۔
-9 نیک بندوں کے لیے رحمت کی دعا کرنا اور بدکاروں پر لعنت کرنا۔
-10 اللہ کے حکم سے ہر قسم کے امور سرانجام دینا۔

الہامی کتابیں:

الہامی کتابوں سے مراد: اللہ رب العزت نے ہر دور اور ہر علاقے میں ہدایت و راہنمائی کے لیے انبیاء و رسل مبعوث فرمائے اور پھر ان انبیاء و رسل میں سے بعض پر لوگوں کی ہدایت کے لیے کتب اور صحائف بھی نازل فرمائے۔ تورات، زبور، انجیل اور قرآن حکیم اللہ کریم کی طرف سے نازل کردہ چار کتابیں ہیں اور ان کے علاوہ بعض انبیاء پر صحیفے بھی نازل فرمائے گئے۔ حضرت ابراہیمؑ پر نازل کئے گئے صحیفوں کا ذکر خود قرآن حکیم میں بھی موجود ہے۔

ایمان بالکتب کا مفہوم: ایمان بالکتب سے مراد یہ ہے کہ اللہ کریم کی نازل کردہ کتب اور صحیفوں کو اللہ ہی کی طرف سے تسلیم کیا جائے۔ انبیاء کے وہ صحیفے کہ جن کے متعلق ہمیں علم نہیں ہے ان کے متعلق بھی یہ ایمان رکھا جائے کہ بہر حال وہ اللہ کریم ہی کی طرف سے نازل کردہ تھے۔ یہ ایمان رکھنا بھی ضروری ہے کہ قرآن حکیم کے آجانے کے بعد سابقہ تمام شریعتیں اور تمام کتب منسوخ ہو چکی ہیں اور اب صرف قرآن حکیم پر ہی عمل لازم ہے کہ جو اللہ کی آخری کتاب ہے اور اس نے کبھی منسوخ نہیں ہونا۔ نیز یہ کہ سابقہ کتب اگرچہ تحریفات اور تغیر و تبدل کا شکار ہو گئی تھیں لیکن قرآن حکیم ہر قسم کی تحریف اور تغیر و تبدل سے ہمیشہ کے لئے پاک ہے۔

چار الہامی کتابیں:

1- تورات: یہ کتاب تقریباً ساڑھے بارہ سو سال قبل مسیح میں حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی۔ چار الہامی کتابوں میں سے سب سے قدیم ہے۔ موجودہ دور میں بائبل کے عہد نامہ قدیم کی پہلی پانچ کتابوں پیدائش، خروج، احبار، گنتی اور استثناء کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ

تورات کے پانچ حصے ہیں۔ یہ کتاب تحریف کا شکار ہو چکی ہے۔

2-زبور: یہ کتاب تقریباً ایک ہزار سال قبل مسیح میں حضرت داؤدؑ پر نازل ہوئی۔ چار الہامی کتابوں میں ترتیب زمانی کے اعتبار سے دوسری کتاب ہے۔ موجودہ بائبل کے عہد نامہ قدیم کی انتالیس کتابوں میں سے انیسویں کتاب زبور ہے۔ اس میں بھی تحریفات ہو چکی ہیں۔

3-انجیل: یہ کتاب سن عیسوی کی تقریباً ابتداء میں حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی۔ چار الہامی کتابوں میں سے ترتیب زمانی کے اعتبار سے تیسری کتاب ہے۔ موجودہ دور میں عیسائی دنیا میں متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کی چار مختلف انجیلیں رائج ہیں جو کہ بائبل کے عہد نامہ جدید کی پہلی چار کتابیں ہیں۔ ایک پانچویں انجیل برناباس بھی ملتی ہے لیکن عیسائی دنیا اسے تسلیم نہیں کرتی اور اسے بائبل میں جگہ نہیں دی گئی جبکہ مسلمانوں کے خیال کے مطابق اصل انجیل کے قریب ترین یہی برناباس کی انجیل ہے۔

4- قرآن حکیم: قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد ساتویں صدی عیسوی کے تقریباً ابتدائی دور میں قرآن حکیم آپ ﷺ پر تقریباً تئیس سال میں نازل ہوا۔ قرآن حکیم محفوظ کتاب ہے کہ جس میں آج تک کسی قسم کی تحریف یا تغیر و تبدل نہیں ہو سکا اور نہ ہی کبھی ہو سکے گا۔ یہ سابقہ تمام کتب کی ناسخ کتاب ہے۔

قرآن حکیم کی امتیازی خصوصیات:

ذیل میں ہم قرآن حکیم کی ان خصوصیات میں سے چند ایک کی طرف صرف اشارہ کر رہے ہیں کہ جو خصوصیات اس کتاب کو سابقہ الہامی کتب سے ممتاز کرتی ہیں:

1- نسخ سے محفوظ	2- تحریف سے پاک
3- ہر لحاظ سے جامع کتاب	4- پوری بنی نوع انسان کے لیے کتاب ہدایت
5- دائمی تعلیمات کی حامل	6- تکمیل شریعت
7- محفوظ کتاب	8- فصاحت و بلاغت
9- دلوں میں تاثیر	10- کثرت سے تلاوت کی جانے والی کتاب
11- حفظ میں آسان	12- معجز کلام
13- آخری کتاب	14- سابقہ کتب کی ناسخ
15- کبھی منسوخ نہ ہو سکنے والی کتاب	

آخرت:

آخرت کیا ہے؟

اس دنیا کے ختم ہو جانے کے بعد ایک اور جہان آباد ہوگا۔ اس جہان کا نام آخرت ہے۔ چونکہ وہ جہاں اس دنیا کے بعد قائم ہوگا اس لئے اسے آخرت کہا گیا ہے۔

آخرت اور قیامت کا فرق:

آخرت کے تصور کے ساتھ ہی ایک مسلمان کے ذہن میں قیامت کا تصور بھی ابھر آتا ہے۔ قیامت سے اس دنیا کا خاتمہ اور آخرت کی ابتداء ہوگی۔ آخرت اور قیامت کے تصورات ایک دوسرے کے اس قدر قریب ہیں کہ یہ ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں لیکن یہ خیال رہے کہ ان دونوں میں بہت فرق ہے۔ آخرت ایک طویل اور نہ ختم ہونے والی زندگی کا نام ہے جبکہ قیامت صرف ایک دن ہے اگرچہ ایک دن بھی بہت طویل ہے۔

عقیدۂ آخرت کی اہمیت:

اہمیت از روئے قرآن: عقیدۂ آخرت کے متعلق یہاں ہم صرف دو آیات قرآنیہ ذکر کر رہے ہیں:

☆ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ. (2 البقرہ 4)
اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

☆ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ .(3 ال عمران 185)
ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

اہمیت از روئے حدیث: عقیدۂ آخرت کے متعلق یہاں ہم صرف دو احادیث نبویہ ذکر کر رہے ہیں:

☆ حضور اکرم ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کو آپس میں ملا کر فرمایا:
''میں اور قیامت اس طرح سے بھیجے گئے ہیں۔''

☆ ''آدمی کا سارا جسم گل جاتا ہے مگر ریڑھ کی ہڈی کا ایک سرا اور اسی سے (قیامت کے روز) آدمی کا ڈھانچا کھڑا کیا جائے گا۔''

آخرت سے کیا کچھ وابستہ ہے؟

آخرت کے تصور کے ساتھ بہت سی چیزیں وابستہ ہیں۔ ذیل میں ہم ان میں سے چند اہم چیزوں کی طرف صرف اشارہ کر رہے ہیں:

1-موت	2-برزخ	3-منکر نکیر
4-عذاب قبر	5-صور و قیامت	6-دوبارہ زندگی
7-میدان حشر	8-اعمال نامے	9-حوض کوثر
10-نہر کوثر	11-شفاعت	12-پل صراط
13-جزا و سزا	14-جنت و جہنم	15-اصحاب اعراف
16-دیدار الٰہی		

انسانی زندگی پر عقیدۂ آخرت کے اثرات (عقیدۂ آخرت کے فوائد و ثمرات):

ذیل میں ہم عقیدۂ آخرت کے انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی پر اثرات کی طرف صرف اشارہ کر رہے ہیں۔ ان اثرات کو عقیدۂ آخرت کے فوائد و ثمرات بھی کہا جا سکتا ہے:

انفرادی زندگی پر اثرات:

چند اہم اثرات یہ ہیں:

1-شرف انسانیت	2-اصلاح احوال	3-نیکی پر تسکین قلب
4-دعوت عمل	5-صبر و عزیمت	6-خودسری کا خاتمہ
7-احساس جوابدہی اور نظم و ضبط	8-احساس ذمہ داری	9-تقویٰ
10-احساس گناہ	11-دنیا طلبی سے اجتناب	12-بہادری و بے خوفی

اجتماعی زندگی پر اثرات:

چند اہم اثرات یہ ہیں:

1-معاشرتی اتحاد فکر	2-معاشرتی امن	3-اعلیٰ روایات کی ترویج
4-فلاح انسانیت	5-خوبصورت معاشرہ کی تشکیل	6-ترقی و سربلندی
7-مضبوط معاشرتی اقدار کا فروغ		

سوال: اسلامی تہذیب کے عناصر بیان کیجئے۔ (ملتان بورڈ 2012ء)

جواب

اسلامی تہذیب کے عناصر

عناصر سے مراد:

عناصر عنصر کی جمع ہے۔ عناصر سے مراد وہ اجزائے ترکیبی ہیں کہ جو کسی بھی چیز میں شامل ہو کر اس چیز کو مکمل بناتے ہیں۔ کسی تہذیب کے عناصر بھی اس تہذیب کے وہ اجزائے ترکیبی ہوتے ہیں کہ جن کے ملنے سے وہ تہذیب مکمل ہو رہی ہو چنانچہ اسلامی تہذیب کے عناصر بھی وہ اجزائے ترکیبی ہوں گے کہ جن کے ملنے سے اسلامی تہذیب کا ڈھانچہ تیار اور مکمل ہوتا ہے۔

عناصر کے دائرہ کی وسعت:

کسی بھی معاشرہ یا کسی بھی تہذیب کی بنیاد افراد ہوا کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر افراد نہ ہوں تو کسی معاشرے یا کسی تہذیب کا وجود بلکہ تصور بھی ناممکن ہے۔ پھر افراد کی زندگی کے دو پہلو ہوا کرتے ہیں: روحانی و اخروی پہلو اور مادی و دنیاوی پہلو۔ ایک اور تناظر میں دیکھیں تو ایک اور طرح سے بھی انسانی زندگی کے دو پہلو ہیں: ذاتی زندگی اور اجتماعی زندگی۔ فرد کی روحانی زندگی ہو یا مادی، ذاتی زندگی ہو یا اجتماعی، ہر ایک کا تہذیب کی تشکیل میں نہایت اہم کردار ہوتا ہے۔ گویا کسی بھی تہذیب کے عناصر کا جائزہ لینے کے لیے ہمیں اس کے افراد کی ذاتی و اجتماعی زندگی کے روحانی و مادی ہر دو پہلوؤں کو مدنظر رکھنا ہوگا۔ اس لحاظ سے کسی بھی تہذیب کے عناصر میں بہت سی چیزیں شامل ہوں گی۔ فی الوقت ہم اسلامی تہذیب کے صرف چند اہم عناصر کی طرف ایک نظر کر رہے ہیں کہ جن عناصر سے اسلامی تہذیب تشکیل پاتی ہے۔

ایک عام غلط فہمی کا ازالہ: یہاں ایک عام غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری ہے کہ جب اسلامی تہذیب کے عوامل و عناصر کی بات کی جاتی ہے تو اکثر مصنفین عوامل میں عقائد اسلام کو بیان کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ عناصر میں صرف ارکان اسلام کو بیان کر دینا ہی کافی سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اسلامی تہذیب صرف اسی قدر نہیں ہے کہ اس کے عناصر صرف ارکان اسلام تک محدود ہوں۔ اسلامی تہذیب میں مسلمانوں کی ذاتی و اجتماعی زندگی کے روحانی و مادی تمام پہلوؤں کی طرف نظر کرنا ہوگی اور وہ صرف ارکان اسلام کو بیان کر دینے سے ممکن نہیں ہے۔ ہاں! البتہ یہ ضرور ہے کہ اسلامی تہذیب کے عناصر کا بیان کرتے وقت ارکان اسلام کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے بلکہ ان کو اولیت بھی حاصل ہے۔

اس وضاحت کے بعد اب ہم اسلامی تہذیب کے عناصر میں سے چند اہم کا ذکر کر رہے ہیں:

ارکان اسلام:

اسلامی تہذیب کے عناصر میں سے سب سے پہلا، سب سے اہم اور سب سے بنیادی حیثیت کا حامل عنصر ارکان اسلام ہیں۔
ارکان اسلام پانچ ہیں: کلمۂ شہادت، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج۔

کلمۂ شہادت:

ایک مسلمان کے لیے سب سے پہلے ضروری ہے کہ وہ زبان و دل سے یہ اقرار کرے کہ **اشهد ان لا الـه الا اللّٰـه وحده لاشريک لـه واشهد ان محمدا عبده و رسوله.** (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔)

شہادت کے مراتب:

شہادت گواہی دینے کو کہتے ہیں جب ہم ارکان اسلام میں شہادت کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے ہماری مراد یہ ہوتی ہے کہ اللہ کی واحدانیت اور حضور اکرم ﷺ کی رسالت کو اپنے پورے تقاضوں کے ساتھ تسلیم کیا جائے۔ اس شہادت کے دو مراتب ہیں اور ایمان کے

لئے ان دونوں کا پایا جانا ضروری ہے:

1- اقرار باللسان: یعنی زبان کے ساتھ کلمات شہادت کو ادا کیا جائے۔
2- تصدیق بالقلب: یعنی دل سے بھی اپنے اس اقرار شہادت کو تسلیم کیا جائے۔

شہادت کی اہمیت:

توحید و رسالت کی اس شہادت کی اہمیت اس لحاظ سے ہے کہ اس شہادت کے بغیر بندہ مومن و مسلم نہیں ہو سکتا۔ دیگر ارکان اسلام معیار ایمان نہیں ہیں مگر یہ رکن معیار ایمان ہے۔ اگر دیگر ارکان کی ادائیگی کا موقع ملے بغیر صرف یہ رکن ادا کرتے ہی موت آ جائے تو یہی کہا جائے گا کہ ایمان کی حالت میں موت آئی ہے لیکن اگر اس رکن کی ادائیگی کے بغیر دیگر ارکان کو ادا کرتا رہا تو ان کی ادائیگی کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور یہی کہا جائے گا کہ اس بندے کا ایمان نہیں ہے۔

اجزائے کلمہ: کلمۂ شہادت کے دو اجزاء ہیں: توحید اور رسالت۔

نوٹ: کلمہ کے اجزاء کی مزید تفصیلات اور ان کے انسانی زندگی پر اثرات کے لئے "اسلامی تہذیب کے عوامل" کے سوال میں توحید اور رسالت کے عنوانات دیکھئے۔

نماز:

ہر عاقل، بالغ، مسلمان پر دن رات میں پانچ دفعہ اللہ رب العزت نے ایک مخصوص عبادت فرض کی ہے جسے نماز کہتے ہیں۔ عربی میں نماز کے لئے صلوٰۃ کا لفظ استعمال ہوتا ہے یہ ایک نہایت اہم بدنی عبادت ہے۔ قیامت کے روز سب سے پہلے اسی کے متعلق سوال ہوگا۔

نماز کی فرضیت و اہمیت:

نماز کی فرضیت و اہمیت کو ہم آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ کی رو سے ظاہر کر رہے ہیں:

آیات قرآنیہ: اس کے لئے یہاں ہم صرف دو آیات قرآنیہ ذکر کر رہے ہیں:

وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ .(2 البقرہ 43)

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ .(2 البقرہ 238)

نمازوں کی حفاظت کرو۔

احادیث نبویہ: اس کے لیے یہاں ہم صرف دو احادیث نبویہ ذکر کر رہے ہیں:

☆ "اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے میری امت پر نماز فرض کی اور قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔"
☆ "نماز دین کا ستون ہے۔"

انسانی زندگی پر نماز کے اثرات:

ذیل میں ہم نماز کے انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی پر اثرات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ ان اثرات کو روزہ کے فوائد و ثمرات بھی کہا جا سکتا ہے:

انفرادی زندگی پر اثرات:

چند اہم اثرات یہ ہیں:

1- توجہ الی اللہ　　2- تسکین قلب　　3- طہارت و پاکیزگی

4-تعمیرِ سیرت	5-نظم وضبط کی طرف توجہ	6-فلاحِ اُخروی کی امید
7- گناہوں کی بخشش	8- کئی قسم کے طبی فوائد	9-رضائے الٰہی کا حصول

اجتماعی زندگی پر اثرات:

چند اہم اثرات یہ ہیں:

1-اخوت ومساوات	2-معاشرتی روابط میں ترقی	3-اتحادِ فکر
4-جماعت بندی کا شعور	5-معاشرتی نظم وضبط	6-اطاعتِ امیر

روزہ:

روزہ ایک مخصوص وقت میں کھانے، پینے اور جماع سے رکنے کا نام ہے۔ یہ بھی ایک اہم بدنی عبادت ہے۔ مسلمانوں پر سال بھر میں ایک مہینہ رمضان المبارک کے روزے فرض کئے گئے ہیں۔ یہ مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا۔ یہ مہینہ نہایت بابرکت ہے۔

روزہ کی فرضیت اور اہمیت:

روزہ کی فرضیت واہمیت کو ہم آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ نبویہ کی رو سے ظاہر کر رہے ہیں:

آیاتِ قرآنیہ:

اس کے لئے یہاں ہم صرف دو آیاتِ قرآنیہ ذکر کر رہے ہیں:

☆ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ . (2 البقرہ 183)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔

☆ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ .(2 البقرہ 185)

پس تم میں سے جو کوئی اس مہینے (رمضان المبارک) کو پائے تو ضرور اس کے روزے رکھے۔

احادیثِ نبویہ:

اس کے لئے یہاں ہم صرف دو احادیثِ نبویہ ذکر کر رہے ہیں:

☆ "رمضان کے مہینے کے روزے فرض ہیں۔ البتہ اگر نفلی زیادہ رکھ لو تو الگ بات ہے۔"

☆ "جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔"

انسانی زندگی پر روزہ کے اثرات:

ذیل میں ہم روزہ کے انسان کی انفرادی واجتماعی زندگی پر اثرات کی طرف صرف اشارہ کر رہے ہیں۔ ان اثرات کو روزہ کے فوائد وثمرات بھی کہا جاسکتا ہے:

انفرادی زندگی پر اثرات:

چند اہم اثرات یہ ہیں:

1- تعمیرِ سیرت	2-ضبطِ نفس	3-بیماریوں سے تحفظ
4-ناموافق حالات کی تیاری	5- فلاحِ اُخروی کی امید	6-اخلاص
7- شکر کا جذبہ	8- قناعت کا درس	9-رضائے الٰہی کا حصول

www.downloadclassnotes.com

اجتماعی زندگی پر اثرات:

چند اہم اثرات یہ ہیں:

1-اخوت ومساوات
2-باہمی ہمدردی
3-اخلاقی اقدار کا فروغ
4-اعلیٰ روایات کی ترویج
5-خوبصورت معاشرہ کی تشکیل

زکوٰۃ:

زکوٰۃ ایک اہم مالی عبادت ہے۔قرآن حکیم میں عموماً نماز کے ساتھ اس کا ذکر کیا گیا ہے۔یہ صرف صاحب نصاب مسلمانوں پر فرض ہوتی ہے۔ایک مخصوص نصاب پر سال گزر جائے تو زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے۔زکوٰۃ کی شرح اور اس کے مصارف بھی شریعت کی طرف سے مقرر ہیں۔

زکوٰۃ کی فرضیت اور اہمیت:

زکوٰۃ کی فرضیت اور اہمیت کو ہم آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ کی رو سے ظاہر کر رہے ہیں:

آیات قرآنیہ:

اس کے لیے یہاں ہم صرف دو آیات قرآنیہ ذکر کر رہے ہیں:

وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ .(2 البقرہ 43)

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا .(73 المزمل 20)

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کو اچھا قرض دیتے رہو۔

احادیث نبویہ:

اس کے لیے یہاں بھی ہم صرف دو احادیث نبویہ ذکر کر رہے ہیں:

☆ ''جب تونے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو تونے اپنا فرض ادا کر دیا۔''

☆ ''جس کو اللہ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے روز اس کا مال اس کے لیے ایک گنجا سانپ بن جائے گا، جس پر دو داغ ہوں گے۔وہ قیامت کے روز اس کا طوق بن جائے گا۔پھر اس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔''

نصاب زکوٰۃ:

نصاب زکوٰۃ سے مراد مال کی وہ کم از کم مقدار ہے کہ جس میں زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔یہ نصاب مختلف اشیاء میں مختلف ہے:

سونا	:	ساڑھے سات تولے سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔
چاندی	:	باون تولے سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔
نقد رقم	:	سونے یا چاندی کے نصاب کی قیمت کے برابر
اونٹ	:	پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔
گائیں	:	تیس گائیوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔
بکریاں	:	چالیس بکریوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔
سامان تجارت	:	جب سونے یا چاندی کے نصاب کی قیمت کے برابر اس کی قیمت ہو جائے۔

مصارف زکوٰۃ:

مصارف زکوٰۃ سے مراد وہ ہیں کہ جن پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے۔ یہ آٹھ مصارف ہیں:

1- فقراء
2- مساکین
3- عاملین زکوٰۃ
4- تالیف قلب
5- قیدی
6- قرضدار
7- فی سبیل اللہ
8- مسافر

زکوٰۃ کے معاشی فوائد:

یہاں ہم زکوٰۃ کے معاشی فوائد کی طرف صرف اشارہ کررہے ہیں:

1- غربت کا خاتمہ
2- گردش دولت
3- بیروزگاری کا علاج
4- دولت کی عادلانہ تقسیم
5- گداگری کا خاتمہ
6- ارتکاز دولت کا حل
7- طبقاتی کشمکش کا خاتمہ
8- جرائم کی روک تھام
9- سود کا خاتمہ
10- قومی تجارت میں ترقی

انسانی زندگی پر زکوٰۃ کے اثرات:

ذیل میں ہم زکوٰۃ کے انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی پر اثرات کی طرف صرف اشارہ کررہے ہیں۔ ان اثرات کو زکوٰۃ کے فوائد و ثمرات بھی کہا جاسکتا ہے۔

انفرادی زندگی پر اثرات:

چند اہم اثرات یہ ہیں:

1- مال کی پاکیزگی
2- امداد باہمی کا جذبہ
3- شکر نعمت
4- محنت کی طرف رغبت
5- فلاح اُخروی کی امید
6- رضائے الٰہی کا حصول

اجتماعی زندگی پر اثرات:

چند اہم اثرات یہ ہیں:

1- اقتصادی بدحالی کا خاتمہ
2- دولت کی منصفانہ تقسیم
3- بیروزگاری کا خاتمہ
4- خوشحالی
5- معاشرتی روابط میں ترقی
6- فلاح انسانیت
7- غیر فطری معاشی تفاوت کا خاتمہ

حج:

حج بھی ایک نہایت اہم عبادت ہے۔ اس کے ایام کے ساتھ ساتھ اس کا مقام ادا بھی متعین ہے۔ اس مقام کے علاوہ کسی اور مقام پر ان ایام کے علاوہ دیگر ایام میں یہ عبادت نہیں کی جاسکتی۔ یہ ہر مسلمان پر فرض نہیں ہے بلکہ صرف صاحب استطاعت افراد پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔ حج میں ادا کیے جانے والے اُمور اور افعال کو مناسک حج کہا جاتا ہے۔

حج کی فرضیت و اہمیت:

حج کی فرضیت و اہمیت کو ہم آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ کی رو سے ظاہر کررہے ہیں:

آیات قرآنیہ: اس کے لیے یہاں ہم صرف دو آیات قرآنیہ ذکر کررہے ہیں:

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا .(3 ال عمران 97)

اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو اس گھر (خانہ کعبہ) کی راہ چلنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس گھر کا حج کرے۔

وَ اَذِّنْ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ .(22 الحج 27) ترجمہ: اور لوگوں میں حج کے لیے پکار دو۔

احادیث نبویہ:

اس کے لیے یہاں ہم صرف دو احادیث نبویہ ذکر کر رہے ہیں:

☆ ''جس نے اللہ کے لیے حج کیا اور اس میں کوئی شہوت رانی نہ کی اور کوئی گناہ کی بات نہ کی تو وہ ایسا پاک ہو کر لوٹے گا کہ جیسا پاک اس دن تھا کہ جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔''

☆ ''جس نے حج کیا اور اس میں کوئی شہوت رانی نہ کی اور کوئی گناہ کی بات نہ کی تو اس کے سارے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

مناسک حج:

حج کے ارکان و افعال کو مناسک حج کہا جاتا ہے مثلاً احرام، طواف، سعی، رمل، وقوف عرفات، قیام مزدلفہ، رمی، ھدی، حجامت، قیام منیٰ وغیرہ۔

اقسام حج:

حج کی تین قسمیں ہیں:

1- **حج افراد:** یعنی صرف حج کا احرام باندھا جائے اور اس کے ساتھ عمرہ نہ کیا جائے۔

2- **حج قران:** یعنی حج اور عمرہ کا اکٹھا احرام باندھا جائے، پہلے عمرہ کیا جائے اور پھر احرام کھولے بغیر ایام حج میں اسی احرام کے ساتھ حج بھی کیا جائے۔

3- **حج تمتع:** یعنی پہلے عمرہ کے لیے احرام باندھے اور اگر ھدی ساتھ نہیں لایا تو عمرہ کے بعد احرام کھول دے اور پھر آٹھ ذی الحج کو دوبارہ احرام باندھ کر حج کرے، البتہ اگر ھدی ساتھ لایا ہے تو عمرہ کے بعد احرام نہیں کھول سکتا۔

انسانی زندگی پر حج کے اثرات:

ذیل میں ہم حج کے انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی پر اثرات کی طرف صرف اشارہ کر رہے ہیں۔ ان اثرات کو حج کے فوائد و ثمرات بھی کہا جا سکتا ہے۔

انفرادی زندگی پر اثرات: چند اہم اثرات یہ ہیں:

1- احساس بندگی	2- خشیت الٰہی	3- تواضع و انکساری
4- گناہوں سے پاکی	5- فلاح اُخروی کی امید	6- ضبط نفس
7- نظم و ضبط	8- محنت کی برداشت	9- رضائے الٰہی کا حصول

اجتماعی زندگی پر اثرات:

چند اہم اثرات یہ ہیں:

1- بین الاقوامی روابط کا فروغ	2- عظمت اسلامی کا اظہار	3- اتحاد فکر
4- مرکز سے وابستگی	5- جماعت بندی کا شعور	6- اطاعت امیر
7- مساوات	8- اخوت	9- معاشی ترقی

دیگر عبادات: کلمۂ شہادت، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کو ارکان اسلام کہا جاتا ہے لیکن شریعت اسلامیہ میں عبادات کا تصور صرف انہی پانچ میں محدود نہیں ہے بلکہ اور بھی بہت سی عبادات ہیں۔ان دیگر عبادات میں سے جہاد خاص طور پر اہم ہے۔ جہاد اللہ کے دین کی سربلندی اور کفر و شرک کے خاتمے کا ذریعہ ہے۔اس کے ذریعے ظالم کے ہاتھ کو روکا جاتا ہے اور مظلوم کی مدد کی جاتی ہے۔ارکان اسلام و جہاد کے علاوہ بھی بہت سی عبادات ہیں مثلاً اللہ کا ذکر کرنا، نوافل ادا کرنا، صدقات و خیرات کرنا، نفلی روزے رکھنا، تبلیغ اسلام میں حصہ لینا وغیرہ۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مؤمن کی پوری زندگی ہی عبادت بن جاتی ہے اگر اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے مطابق گزارا جائے۔

اخلاقیات: اسلامی تہذیب کے عناصر اور اجزائے ترکیبی میں اسلام کے خوبصورت اخلاقی نظام کو بھی ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ اسلام ہر قسم کے رذائل مثلاً بخل و تنگ دلی، جھگڑا و فساد، وعدہ خلافی، تکبر، عیب جوئی، غیبت، جھوٹ، گالی گلوچ، بغض و حسد اور احسان جتلانے وغیرہ سب کا خاتمہ کرتا ہے اور ہر قسم کے محاسن مثلاً سخاوت و فیاضی، نرمی و ہمدردی، ایفائے عہد، عجز و انکساری، صدق و سچائی، امانت و دیانت اور باہمی عدل وغیرہ کو اپنانے کی طرف دعوت دیتا ہے۔ظاہر ہے کہ اخلاقیات کی اس خوبی سے تہذیب کی خوبصورتی میں اضافہ ہوگا۔

سیاست: اسلام کا سیاسی نظام بھی اسلامی تہذیب کی تشکیل میں نہایت اہم ہے۔اسلام کے سیاسی نظام میں جو خاص انفرادیت ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کی نظر میں حاکمیت اعلیٰ کا اختیار کسی بادشاہ، کسی صدر، کسی وزیر اعظم، کسی کابینہ، کسی پارلیمنٹ وغیرہ کے پاس نہیں ہے بلکہ اللہ رب العزت کے پاس ہے۔اسلام کا نظام خلافت بھی منفرد اور اہم ہے۔علاوہ ازیں اسلام حکومت کا انتظام چلانے میں اہل رائے سے مشاورت پر بھی بہت زور دیتا ہے۔

معاشرت: اسلام کی سماجی و معاشرتی تعلیمات میں عائلی نظام نہایت اہم ہے۔اسلام نکاح کی ترغیب دیتا ہے اور افراد خاندان کے باہمی حقوق و فرائض کا تعین کرتا ہے۔پھر معاشرت کے دائرے کو جب ہم وسیع کرتے ہوئے پورے معاشرے پر پھیلاتے ہیں تو یہاں بھی ہمیں اسلام اچھی تعلیمات دیتا ہے۔اسلام اخوت و مساوات کا درس دیتا ہے۔اسلام کی نظر میں معاشرے کے تمام افراد برابر ہیں اور آپس میں بھائی بھائی ہیں۔اسلام کی نظر میں رنگ و نسل اور ذات برادری کے سب امتیازات باطل ہیں۔اسلام صرف ایک چیز کو معیار فضیلت تسلیم کرتا ہے یعنی تقویٰ کو۔اسلام معاشرے کے افراد کو ایک دوسرے سے تعاون، اچھے اخلاق کے مظاہرے، عدل و احسان، ایثار اور ایک دوسرے کے احساس کا درس دیتا ہے۔اسلام بہترین معاشرتی اقدار کو فروغ دیتا ہے جس سے ایک خوبصورت معاشرہ اور ایک خوبصورت تہذیب تشکیل پاتی ہے۔

نظام عدل: اسلام ظالم کو ظلم کی کبھی بھی اجازت نہیں دیتا بلکہ اس کا ہاتھ روکنے بلکہ اسے مناسب سزا دینے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام کے نظام عدل میں امیر و غریب کے یا اونچی و نیچی ذات والوں کے الگ الگ قوانین نہیں ہیں بلکہ قانون کی نظر میں سب برابر ہیں۔ ایک حاکم وقت بھی اگر کسی جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو اسے بھی عدالت کے کٹہرے میں ایک ملزم کی حیثیت سے کھڑا ہونا ہوگا اور جرم ثابت ہونے کی صورت میں سزا بھی جھیلنی پڑے گی۔

تعلیم و تعلم: اسلام افراد کی تعلیم و تربیت پر بہت زور دیتا ہے۔اسلام علم اور علماء کی قدر کرتا ہے۔اسلام محدود رہتے ہوئے صرف یہ تلقین نہیں کرتا کہ بس دینی تعلیم ہی حاصل کرو بلکہ اسلام دینی و دنیاوی ہر قسم کی تعلیم کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔البتہ اسلام نے دینی تعلیم خصوصاً قرآن حکیم کی تعلیم کو خصوصی فوقیت دی ہے۔

حلال وحرام: اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ہر قسم کی کھلی چھٹی دی بلکہ انہیں کچھ حدود میں مقید کیا ہے تاکہ وہ انسان ہی رہیں حیوان نہ بن جائیں۔اسلام نے کچھ اشیاء کے کھانے پینے اور استعمال کرنے کو حلال قرار دیا ہے اور کچھ کو حرام، اسی طرح ان اشیاء کے حصول

کے ذرائع میں سے بھی کچھ کو حلال قرار دیا ہے اور کچھ کو حرام اور زندگی کے متفرق امور و معاملات میں سے بھی کچھ کو حلال قرار دیا ہے اور کچھ کو حرام۔ حقیقت یہ ہے کہ حلت و حرمت کے اس تصور میں خود انسان ہی کا فائدہ ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اگر انسان کا فائدہ ملحوظ نہ بھی رکھا گیا ہوتا تو بھی اللہ تعالیٰ کے ہم پر جو بے شمار انعامات و احسانات ہیں ان کے شکر کا تقاضا تھا کہ ہم حلت و حرمت کے متعلق اور دیگر امور کے متعلق بھی اللہ رب العزت کے احکام کو بے چوں و چرا تسلیم کریں۔

حقوق و فرائض: اسلام نے فرد و ریاست، حاکم و رعایا، استاد و شاگرد، والدین و اولاد، شوہر و بیوی، آقا و غلام، پڑوسیوں، محلہ داروں اور ایک معاشرے کے تمام افراد کے باہمی حقوق و فرائض متعین کیے ہیں۔ ان حقوق و فرائض کی ادائیگی سے معاشرہ کی اخلاقی حالت بھی بہتر ہوتی ہے اور تہذیب کے حسن میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

فنون لطیفہ: اسلام نے فنون لطیفہ میں سے بھی بعض کو جائز قرار دیا ہے اور بعض کو ناجائز و حرام قرار دیا ہے۔ اسلام نے موسیقی اور جاندار اشیاء کی مصوری وغیرہ سے سختی سے منع کیا ہے لیکن اس کے برعکس اچھے ادب وغیرہ کی تعریف بھی کی ہے۔ شاعری میں سے اگر شعر کا مضمون بیہودہ یا کفریہ ہو تو اس کی ممانعت ہے لیکن اچھی اور سلجھی ہوئی شاعری سے منع نہیں کیا گیا۔ فن تعمیر میں مسلمانوں نے گرانقدر نقوش چھوڑے ہیں جو کہ ہر دور کی اسلامی تہذیب کے آئینہ دار ہیں۔

رسوم و رواج: اسلام نے اگرچہ بعض اچھے رسوم و رواج کو اپنایا ہے لیکن فضولیات کی سختی سے تردید کی ہے۔ فضول خرچی، اسراف و تبذیر، جھوٹی نمود و نمائش، وقت کے ضیاع وغیرہ والی رسوم کو اسلام نے سخت ناپسند کیا ہے۔

اہم تہوار: اسلام میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ دو اہم تہوار ہیں۔ عید الفطر رمضان المبارک کی برکات کے حصول اور روزوں کی تکمیل پر خوشی کا موقع ہے اور عید الاضحیٰ میں حضرت ابراہیمؑ کی قربانی والی سنت پوری کی جاتی ہے۔ ان خاص تہواروں کی اپنی ایک شان ہے اور ان میں اسلامی تہذیب کے خصوصی رنگ کی عکاسی ہوتی ہے۔

نوٹ: ''اسلامی تہذیب کے عناصر'' کے اس سوال میں ہم نے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج پر قدرے تفصیلی بحث اس لیے کی ہے کہ کبھی کبھی ان میں سے کسی ایک پر مستقل نوٹ لکھنے کا سوال آ جاتا ہے۔ اگر ایسا سوال آ جائے تو یہ تفصیلی نوٹ لکھا جائے گا لیکن اگر صرف ''اسلامی تہذیب کے عناصر'' کا اکٹھا سوال آئے تو ارکان اسلام کے تحت ان سب کو مختصر طور پر لکھ دینا ہی کافی ہے۔

سوال: لفظ تہذیب و تمدن سے کیا مراد ہے؟ اسلامی تہذیب کی چند خصوصیات تحریر کیجئے۔ (ملتان بورڈ 2006ء)

☆ قرآن و حدیث کی روشنی میں تہذیب اسلامی کی خصوصیات تحریر کیجئے۔ (لاہور بورڈ 2009ء)

☆ اسلامی تہذیب کی خصوصیات تحریر کیجئے۔ (لاہور بورڈ 2010ء)

☆ اسلامی تہذیب و تمدن کی دس خصوصیات لکھئے۔ (لاہور بورڈ 2011ء)

☆ اسلامی تہذیب کی امتیازی خصوصیات پر نوٹ لکھئے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2012ء)

☆ اسلامی تہذیب کے اثرات اور خوبیاں تحریر کیجئے۔ (لاہور بورڈ 2012ء)

☆ اسلامی تہذیب کی خصوصیات پر روشنی ڈالیں۔ (ملتان بورڈ 2012ء)

☆ اسلامی تہذیب کی اہم خصوصیات کی وضاحت کیجئے۔ (سرگودھا بورڈ 2012ء)

جواب

اسلامی تہذیب کی خصوصیات

ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ دنیا کی سب سے بہترین تہذیب اسلامی تہذیب ہے کیونکہ اصلاح و تطہیر والا مفہوم جس انداز میں اسلامی

تہذیب میں پایا جاتا ہے اس انداز میں دنیا کی کسی اور تہذیب میں نہیں پایا جاتا۔ اپنے اس دعویٰ کے مزید ثبوت کے لیے ہم اسلامی تہذیب کی چند اہم خصوصیات پر ایک نظر کر رہے ہیں کہ جن خصوصیات کی بنا پر اسلامی تہذیب دنیا کی تمام تہذیبوں سے ممتاز اور بلند تر ہے:

1- توحید: اسلامی تہذیب کی سب سے بنیادی خصوصیت اسلام کا نظریۂ توحید ہے۔ توحید یہ ہے کہ اللہ رب العزت کو اپنی ذات صفات اور عبادات میں وحدہ لاشریک تسلیم کیا جائے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ. (112 الاخلاص 1) ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے۔

اس نظریہ کی وجہ سے انسانیت کو اس کا صحیح مقام ملتا ہے انسان در در پر جھکنے کی بجائے صرف اس ذات کے سامنے جھکتا ہے کہ جس کے سامنے جھکنے میں کسی قسم کا کوئی عار نہیں ہے بلکہ اس کے سامنے جھکنے سے انسانی وقار میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نظریہ کی وجہ سے انسان میں تواضع اور انکساری پیدا ہوتی ہے اس میں تکبر اور غرور نہیں رہتا۔ ظاہر کہ ایک اچھی تہذیب کے لیے یہ چیزیں نہایت اہم ہیں۔

2- رسالت: اسلامی تعلیمات اور اسلامی تہذیب کی بنیاد کسی فرد یا افراد کی ذہنی اختراع پر نہیں ہے بلکہ اس کی بنیاد اللہ رب العزت کے احکام پر ہے جو اللہ رب العزت نے اپنے انبیاء و رسل کے ذریعے انسانوں تک پہنچائے اور پھر اللہ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے ذریعے جو پیغام ہدایت ہم تک پہنچا اس پر اس تہذیب کی بنیاد ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ .(33 الاحزاب 40)
محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

3- آخرت: اسلام نے آخرت کا بھی تصور دیا ہے۔ جوابدہی کے اس تصور کی وجہ سے ایک مسلمان ہر کام کرتے وقت یہ سوچے گا کہ کہیں اس کام کی وجہ سے مجھ پر پکڑ نہ آ جائے۔ جوابدہی کا یہ تصور اس کے اخلاق و کردار کو غلط راستے کی طرف جانے سے روکے رکھے گا اور اچھے اخلاق و کردار کے حامل افراد ظاہر ہے ایک اچھی تہذیب تشکیل دیں گے۔

اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ .(88 الغاشیہ 25.26)
بے شک ہمارے پاس ہی ان کو پلٹ کر آنا ہے۔ پھر بے شک ہمارے ذمہ ہی ان کا حساب لینا ہے۔

4- ذکر و اطمینان قلب: ایک صحیح اسلامی تہذیب ایک پر سکون اور مطمئن تہذیب ہوگی کیونکہ اسلام اپنے ماننے والوں کو اللہ کے ذکر اور اللہ کی یاد کی ترغیب دیتا ہے اور اللہ کا ذکر دلوں کے اطمینان کا باعث ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ .(13 الرعد 28) ترجمہ: خبردار! اللہ کی یاد سے ہی دل اطمینان پاتے ہیں۔

5- حاکمیت اعلیٰ: اسلامی تہذیب کا یہ بھی بہت بڑا امتیاز ہے کہ اسلامی تہذیب میں حاکمیت اعلیٰ کا اختیار کسی فرد یا افراد یا کمیٹی وغیرہ کے پاس نہیں ہے بلکہ اللہ رب العزت کے پاس ہے جو احکم الحاکمین ہے۔

وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ .(5 المائدہ 50)
اور یقین کرنے والوں کے لیے اللہ سے بہتر حکم کرنے والا کون ہے۔

6- قوانین الٰہیہ کی بالادستی: چونکہ حاکمیت اعلیٰ کا اختیار صرف اور صرف اللہ ہی کے پاس ہے اس لئے اسلامی تہذیب میں جو قوانین رائج ہوں گے وہ بھی کسی انسان کے بنائے ہوئے نہیں ہوں گے بلکہ صرف اور صرف اللہ ہی کے بنائے ہوئے قوانین قابل عمل ہوں گے۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ .(12 یوسف 40) ترجمہ: حکم صرف اللہ ہی کا ہے۔

7- جامعیت و ہمہ گیریت: اسلامی تہذیب کی بنیاد چونکہ احکام الٰہیہ پر ہے اس لئے اس میں کسی پہلو کے بھی نظر انداز ہونے کا کوئی

شائبہ نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ علام الغیوب ہستی ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ .(5 المائدہ 3)

آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنا احسان پورا کر دیا ہے۔

8- عالمگیر تہذیب: اسلامی تہذیب کسی خاص علاقے، خطے یا ملک کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ پوری دنیا کے لیے ہے۔

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا. (34 سبا 28)

اور آپ کو ہم نے سارے ہی انسانوں کے لیے خوشخبری سنانے والا اور ڈرسنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

9- دائمی تہذیب: اسلامی تہذیب ایک خاص زمانے یا ایک خاص مدت تک کے لیے بھی نہیں ہے بلکہ یہ ایک دائمی تہذیب ہے کہ جو قیامت تک کے انسانوں کے لیے ہے۔ قرآن حکیم میں قیامت تک کے انسانوں کو خطاب کر کے کہا گیا ہے کہ:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا. (17 الاعراف 158)

آپ کہئے: اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

10- انقلابی تہذیب: اسلامی تہذیب ایک ایسی تہذیب ہے کہ اس میں دنیا کی ہر تہذیب پر چھا جانے اور سب سے آگے نکل جانے کی صلاحیت موجود ہے۔ یہ کوئی ایسی کمزور تہذیب نہیں ہے کہ جسے آسانی سے دبایا جا سکے یا ختم کیا جا سکے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ .(9 التوبہ 33)

اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اسے ہر دین پر غالب کرے۔

11- اصلاحی تہذیب: اسلامی تہذیب افراد معاشرہ کو بے لگام نہیں چھوڑ دیتی بلکہ یہ معاشرے کہ ہر ہر فرد کی اصلاح کی طرف توجہ دیتی ہے۔ اسلام کا نظام اخلاق اس کی واضح مثال ہے۔

وَ اَصْلِحْ وَ لَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ.(7 الاعراف 142)

اور اصلاح کرتے رہو، اور فساد کرنے والوں کے رستے کی پیروی نہ کر۔

12- فطری تہذیب: اسلام دین فطرت ہے اور اسلامی تہذیب فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں پر اس قدر بے جا پابندیاں بھی عائد نہیں کرتا کہ ان کی فطری و بشری ضروریات بھی پابندیوں کے ذیل میں آجائیں اور اس قدر کھلی چھٹی بھی نہیں دیتا کہ انسان انسانیت سے ہٹ کر حیوانیت کی طرف بڑھنے لگ جائے، کیونکہ یہ دونوں رستے غیر فطری ہیں۔ اسلام معاشرہ کے افراد کی فطری خواہشات وضروریات کے مطابق احکام دیتا ہے۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا.(4 النساء 28)

اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

13- شرف انسانیت: اسلامی تہذیب میں انسان کو ایک خاص مرتبہ و مقام دیا گیا ہے۔ اسلام سے قبل کے مذاہب اور تہذیبوں میں کسی نہ کسی انداز میں انسانیت کی تذلیل نظر آتی ہے مثلاً تمام سابقہ تہذیبوں میں طبقاتی تقسیم اور نچلے طبقوں کی ناگفتہ بہ حالت، ہندومت میں ہر چیز کے سامنے انسان کو جھکانا، بدھ مت میں ہر انسان کے پیدائشی ناپاک ہونے کا تصور، یہودیت میں صرف بنی اسرائیل کے لیے نجات کا تصور اور عیسائیت میں ہر انسان کے پیدائشی گناہگار ہونے کا تصور وغیرہ، یہ سب باتیں تذلیل انسانیت کے ذیل میں آتی ہیں۔ لیکن اسلام نے انسان کو اس کا صحیح مقام دیا ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ. (95 التین 4)

بے شک ہم نے انسان کو بہترین انداز ے پر پیدا کیا ہے۔

14- دین و دنیا کا حسین امتزاج: اسلام ترک دنیا کی ترغیب نہیں دیتا بلکہ دین و دنیا میں ہر ایک کو ایک اندازے کے مطابق رکھتا ہے اور دین و دنیا کا ایک حسین امتزاج پیدا کرتا ہے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً. (2 البقرہ 201)

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی اچھائی دے اور آخرت میں بھی اچھائی دے۔

15- طہارت و پاکیزگی: اسلام معاشرہ کے افراد کو ظاہری و باطنی ہر قسم کی طہارت و پاکیزگی کا درس دیتا ہے اور اسی وجہ سے اسلامی تہذیب ایک نفیس اور پاکیزہ تہذیب ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ. (2 البقرہ 222)

بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں اور پاکیزہ رہنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

16- سادگی: اسلام سادگی اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے اور نمود و نمائش اور غرور و تکبر کی سخت ممانعت کرتا ہے۔ خود حضور اکرم ﷺ کی زندگی سادگی کا نہایت اعلیٰ نمونہ تھی۔

وَ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا. (17 بنی اسرائیل 37)

اور زمین پر اتراتا ہوا نہ چل۔

17- اعتدال و میانہ روی: اسلام معاشرہ کے افراد کو ہر قسم کی افراط و تفریط سے ہٹ کر اعتدال اور میانہ روی کی تلقین کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اسلامی تہذیب ایک معتدل تہذیب ہے۔ خود قرآن حکیم نے امت مسلمہ کو "امت وسط" فرمایا ہے اور مولانا محمود الحسنؒ نے اس کا ترجمہ "امت معتدل" کیا ہے۔

وَ کَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا. (2 البقرہ 143)

اور اسی طرح ہم نے تمہیں معتدل امت بنایا ہے۔

18- مساوات: اسلامی تہذیب کا ایک بہت بڑا امتیاز یہ ہے کہ اسلام نے رنگ و نسل کے تمام بت گرا کر تمام انسانوں کو مساوات کی لڑی میں پرو دیا ہے۔ اسلام کی نظر میں تمام انسان بحیثیت انسان برابر ہیں۔ کسی گورے کو کسی کالے پر یا کسی کالے کو کسی گورے پر اور کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ تمام انسان اولادِ آدمؑ ہونے کے لحاظ سے برابر ہیں۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ. (4 النساء 1)

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو کہ جس نے تمہیں ایک ہی جان سے پیدا کیا۔

19- اخوت و بھائی چارہ: اسلامی تہذیب اخوت اور بھائی چارے کی تہذیب ہے کیونکہ اسلام نے تمام مومنین کو آپس میں بھائی بھائی قرار دے دیا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ. (49 الحجرات 10)

بے شک تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

20- باہمی تعاون و ہمدردی: اسلام افراد معاشرہ کو نیکی کے کاموں میں باہمی تعاون اور آپس میں ایک دوسرے کے لیے ہمدردی رکھنے کا درس دیتا ہے۔

وَ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوٰی وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ. (5 المائدہ 2)

اور نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون

نہ کرو۔

21- تحمل و بردباری: اسلام اپنے ماننے والوں کو تحمل و بردباری کا درس دیتا ہے۔ اسلام کی نظر میں کسی کے عقائد کے معاملے میں اس پر جبر درست نہیں ہے۔ اسلام اپنا موٴقف بیان کرنے کی اجازت دیتا ہے لیکن یہ موقف دوسروں سے زبردستی منوانے کی اجازت نہیں دیتا۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ. (2 البقرہ 256)

دین کے معاملے میں زبردستی نہیں ہے۔

22- معاشرتی عدل وانصاف: اسلامی تہذیب کسی پر ظلم وزیادتی کی اجازت نہیں دیتی بلکہ یہ معاشرتی عدل وانصاف کی داعی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ. (16 النحل 90)

بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم کرتا ہے۔

23- امر بالمعروف ونہی عن المنکر: اسلامی تہذیب کا ایک اور بہت بڑا امتیاز یہ ہے کہ امت مسلمہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کو سرانجام دینے والی امت ہے۔ اہل اسلام نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ ان کے اس امتیاز کی وجہ سے ہی انہیں خیر امت کہا گیا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ. (3 ال عمران 110)

تم لوگوں کے لیے نکالی گئی بہترین امت ہو کہ تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔

24- تعلیم وتعلم: اسلامی تہذیب صحیح معنوں میں علمی مشاغل کی حوصلہ افزائی کرنے والی تہذیب ہے۔ قرآن حکیم میں بار بار تعلیم وتعلم کی اہمیت اور علم وعلماء کے مرتبہ ومقام کو بیان کیا گیا ہے۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ. (39 المزمل 9)

تو کہہ: کیا علم والے اور بے علم آپس میں برابر ہو سکتے ہیں۔

25- امن عالم کی داعی تہذیب: اسلامی تہذیب امن عالم کی داعی تہذیب ہے۔ اسلام کسی پر زیادتی یا کسی قسم کے فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا بلکہ امن وسکون اور صلح جوئی کا درس دیتا ہے۔

وَ لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ. (28القصص 77)

اور زمین میں فساد نہ چاہ بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حرف اختتام:

سابق میں ہم نے اسلامی تہذیب کی چند اہم خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔ اسلامی تہذیب کی ان خصوصیات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی تہذیب ہی دنیا کی سب سے بہترین تہذیب کہلائے جانے کی مستحق ہے۔ بلکہ اگر ہم یوں کہیں تو بھی غلط نہ ہوگا کہ دنیا میں صحیح معنوں میں تہذیب صرف اور صرف اسلامی تہذیب ہی ہے اسلامی تہذیب کے علاوہ کوئی تہذیب ایسی نہیں ہے کہ جو اس لفظ کا صحیح حق ادا کرتی ہو یا کر سکتی ہو۔

☆☆☆☆☆

www.downloadclassnotes.com